

البيروني اور اس کی کتاب الہند

غلام جیلانی بیروت

مورخ، معاصر، متبحر، محقق اور سیاح البيروني دُنيا کے عظيم انسانوں ميں تھا۔

نام و نسب | برهان الحق محمد نام، ابرو ریحان کینت۔ والد کا نام احمد اور شکونت خیمہ کا ایک محلہ البرون۔ پورا نام تھا۔ ابرو ریحان برهان الحق محمد بن احمد البيروني خیمہ ترکستان کے ایک صوبے خوارزم کا پائے تخت تھا۔

لے خوارزم پر پہلے ایران کی حکومت تھی جو اسکندر یونانی کے حملہ ایران سے ذرا پہلے ختم ہو گئی تھی اور وہاں ایک آزاد خاندان برسرِ اقتدار آ گیا تھا۔ اس کے بعد ہزار سال تک کیا ہوتا رہا۔ ہم نہیں جانتے۔ صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے ایک جرنیل قتیبہ بن مسلم نے ۱۷۷ میں اسے فتح کر کے ایک امیر ساؤش فر کے حوالے کر دیا تھا۔ یہ اور اس کے جانشین خوارزم شاہی کہلاتے تھے۔ سامانی خاندان کے خاتمے (۶۹۹ء) سے چار سال پہلے جرجان کے سامانی گورنر مامون بن محمد نے جرجان اور خوارزم کے کچھ حصے کو فتح کر کے ایک نئے خاندان کی بنا ڈال دی جو ۲۲ سال تک زندہ رہا۔ مامون کے بعد علی اور مامون ثانی تخت نشین ہوئے۔ مامون نے محمود غزنوی کے کہنے پر اس کا نام جمعہ کے خطبے میں شامل کر دیا جس پر اس کی فوج مشتعل ہو گئی اور اسے قتل کر دیا۔ باغیوں کو سزا دینے کے لئے محمود نے ۱۰۱۷ء میں خوارزم پر حملہ کر دیا اور کئی قیدی ساتھ لے گیا۔ ان میں البيروني بھی شامل تھا۔ خوارزم شاہی خاندانوں میں سے ایک آل عراق بھی تھا۔ البيروني کی پیدائش کے وقت خوارزم پر ابہنی کا اقتدار تھا اس کا آخری بادشاہ محمد بن احمد بن محمد بن عراق تھا (حسن برنی، البيروني ص ۱۷۷)۔ طبع علی گڑھ ۱۹۲۷ء (۱۹۷۷ء) سے ۱۹۷۷ء تک پھر ایک اور سلسلہ جو خوارزم شاہی ہی کہلاتا تھا۔ برسرِ اقتدار رہا۔ اس کے سلاطین کی تعداد آٹھ تھی پہلا آؤشنگین تھا۔ اور آخری جلال الدین منگبرنی (سلاطین اسلام)

ولادت

البروتنی ۳ ستمبر ۱۶۹۷ء - ۳ ذی الحجہ ۱۱۰۲ ہجری کو البروتن میں پیدا ہوا۔ پہلے پچیس سال لکھی اور شمس المعالی کی طرف منسوب کر دی۔ ۱۶۹۹ء - ۱۷۰۹ء میں والی نوارزم علی بن مامون کے ہاں چلا گیا۔ جب آٹھ سال بعد محمود نے نوارزم کو فتح کیا تو البروتنی کو حبس کی قید سی بنا کر (بروایتے :- بلند پایہ عالم سمجھ کر) ساتھ لے گیا۔ اُس وقت اس کی عمر ۲۲ - ۲۵ سال تھی۔ بعد ازاں اس نے دس برس ہندوستان میں اور اکیس برس غزنی میں گزارا۔ اور بالآخر دینائے علم کا یہ آفتاب ۲ رجب ۱۱۲۳ھ، ۱۷ ستمبر ۱۷۱۰ء کو ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا۔ البروتنی کی تصانیف ایک سو اسی (۱۸۱) بتائی جاتی ہیں جن میں سے چند ایک کو جہانگیر شہرت حاصل ہوئی مثلاً کتاب الہند - الاثار - السباقیہ قانون مسعودی - تاریخ نوارزم، جغرافیہ اور اصطراب - ۱ - دائرة المعارف الاسلامیہ اردو البروتنی - ۲ - ایوری مین انسائیکلو پیڈیا - لنڈن یا پنچواں ایڈیشن (۱۶۹۷ء)

آج سے کوئی دو سال پہلے ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی کے سرپرست حکیم محمد سعید صاحب نے ۲۶ نومبر ۱۶۹۷ء سے ۱۲ دسمبر ۱۶۹۷ء تک البروتنی کے ہزار سالہ جشن کا انتظام کیا تھا۔ جس میں مصر، فرانس، ایران، کبیا، بلشیا، تونس، ترکی، انگلستان، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، لہ ساہن بلخ کا ایک امیر زادہ تھا جس کے فرزند اسد کے چار بیٹوں کو مامون عباسی نے مختلف علاقوں کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ ایک کا نام احمد تھا جو سامانی سلسلے کا بانی تھا۔ اس سلسلے کا پائے تخت بخارا تھا۔ اور تعدادِ سلاطین دس تھی (ایضاً ص ۱۵۳)

۱۵ خلفائے عباسیہ کے ضعف سے فائدہ اٹھا کر جرجان کے ایک امیر مروان نے جرجان کو آزاد کر لیا۔ یہ خاندان ۱۱ سال تک زندہ رہا اور اس کے چھ سلاطین نے ۶۹۲۸ء سے ۱۰۲۲ء تک حکومت کی۔ نام یہ تھے مروان وچ ۷ سال، ظہیر الدین ۲۲ سال، شمس المعالی قابوس ۳۶ سال - منوچہر ۷ سال - نو شیروان ۱۳ سال - (ایضاً ص ۱۵۷)

روں اور کئی دیگر ممالک کے چالیس علمائے نے حصہ لیا تھا۔ یہ جشن بڑا کامیاب رہا اور جو مقالات اس میں پڑھے گئے وہ اب ہمارا اگر ان بہا سرا یہ ہیں۔

افکار الیرونی | الیرونی کو زندگی میں غالباً ایک ہی غیر مسلم قوم سے واسطہ پڑا تھا اور وہ تھی ہندو مجموعہ نرفوزی انہیں اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ لیکن الیرونی انہیں ایک ایسی قوم قرار دیتا ہے۔ جو فلسفے، ریاضی اور علم ہیئت میں ممتاز تھی۔ (دیباچہ ص ۱۷)

یہ جگوت گیتا کی تعلیمات کو پسند کرتا تھا اور ایک مقام پر تو یہاں تک کہہ گیا کہ ہندوؤں کو تائید ایزدی حاصل ہے (ایضاً ص ۲۳)

یہ ہندوؤں کے چار برفوں ان کی بعض رسوم اور اس دستور کو کہ بیوہ نکاح نہیں کر سکتی اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ یہ ان عربوں کو بھی برا کہتا تھا جنہوں نے ایران میں داخل ہو کر زرتشتی تہذیب کو تباہ کر دیا تھا اسے ہند پر مجموعہ نرفوزی کے حملوں سے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ نہایت صاف گو، اظہار خیالات میں بے باک اور بزدلی سے متفرق تھا۔ وہ تاج و تخت اور منبر کے تعاون کو ضروری سمجھتا تھا۔ وہ بائبل کے اس حکم کا کہ اگر کوئی شخص تمہارے بائیں گال پر تھپڑ رسید کرے تو دایاں بھی آگے کر دو، بہت ملاحظہ تھا (ص ۲۷)

کتاب الہند

الیرونی کی تصانیف میں سے کتاب الہند نے بڑی شہرت حاصل کی ہے کیونکہ یہ ہندو مذہب ان کے فلسفہ، علوم و فنون، معاشرت، چار برفوں، قانون، پورانوں، زمین و آسمان، طول البلد، عرض البلد، ماہ و سال، تصوف، یوگا، اکنی، اصطلاحات، کسوت و خسوف، تہوار، تہذیبانی اور کئی دیگر امور پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔

کتاب الہند سے پہلے بھی مسلمان ہندی علوم سے آشنا تھے اور یہ علوم بغداد تک دو لاکھوں سے پہنچے تھے اقل براہ ایلیک۔

ہندی علوم بعد ازیں | بعض ایلیکوں نے سنسکرت کی بعض کتابیں فارسی میں منتقل کیں اور پھر وہ فارسی سے عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ اس کی ایک مثال کلیدہ دمنہ ہے جو نوشیروان کے وزیر بزرجمبر کے حکم سے سنسکرت

سے فارسی میں منتقل ہوئی تھی اور بعد ازاں عربی میں ترجمہ ہوئی۔ ایک اور کتاب قراتہ ہے جس کا عربی ترجمہ کتاب مختصر لہندی العقاقیر کے نام سے ابن ندیم کی الفہرست میں درج ہے ملاحظہ ہو الفہرست کا اردو ترجمہ از مولانا محمد اسحق بمبئی طبع لاہور - ۱۹۶۹ء - ص ۶۹۵۔ اسی صفحہ پر گیارہ اور کتابوں کے نام بھی ہیں جو ہندوستان سے گئی تھیں۔

دوسرا راستہ سندھ کا تھا۔ جب سندھ کی اسلامی سلطنت کے وفد دمشق یا بغداد جاتے تھے تو کبھی کبھی کتابیں بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ ان میں سے دو کتابیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ برہمہ لگتا کی، برہمہ سدھانتا اور کھنڈا کھدیا کا۔ انہیں عربی میں محمد بن ابراہیم الفزاری نے ۱۵۶ھ - ۷۷۳ء میں منتقل کیا تھا۔ اور اسے یعقوب بن طارق کا تعاون بھی حاصل تھا۔ ہارون الرشید (۸۶۷ء - ۸۰۸ء) کے زمانے میں وزارت عظمیٰ کا قلمدان براہمہ کے پاس تھا۔ یہ لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان بھیجتے تھے اور ہندوستانی علماء کو اپنے ہاں بلا کر ان کی مدد سے ہندی کتب کے ترجمے کراتے تھے۔ ان میں سے ایک ابن دمن (دھنیا یا دھان) تھا۔ جو بغداد کے ایک برہمنی شفا خانے میں کام کرتا رہا۔ ایک اور طبیب کا نام کینکا تھا (دیکھا چہ ص ۴)

بیدبا ایک ہندوستانی فلسفی تھا جس کی کتاب فلسفہ عربی میں منتقل ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو الفہرست۔ (کتب فلسفہ) الفہرست میں منجھل (SNGHL) نامی ایک ہندو کی کتاب المرسل کا ذکر بھی ملتا ہے عربوں نے ساہون، نہروں، قلعویدوں، قانوں، ہنطق، اخلاقیات اور سیاست پر بھی ہندوستانی کتابوں کے تراجم کئے تھے۔ آپ کو الفہرست میں کسی معنونات کے تحت ان کتبوں کا ذکر ملے گا۔

بعد میں جب سندھ سے بغداد کا رابطہ منقطع ہو گیا تو عربوں کی توجہ یونانی علوم و فنون کی طرف ہو گئی اور اس میدان میں انہوں نے اتنا کام کیا کہ شاید ہی قدیم یونان کی کوئی کتاب ترجمہ نہ ہوئی ہو۔

۱۔ ہارون الرشید کے وزیر اعظم یحییٰ بن خالد برمکی (۸۰۶ء) کے دو فرزند یکے بعد دیگرے برسرِ اقتدار آئے۔ فضل برمکی (۸۰۹ء) اور اس کی معزولی کے بعد جعفر برمکی۔ جسے ہارون نے قتل کر دیا تھا +

ان تفصیل کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ہندوستان جانے سے پہلے ایرونی کسی حد تک ہندی علوم و فنون سے آشنا تھا۔ الفزاری اور یعقوب بن طارق کے علاوہ اس نے الخوارزمی، ابو الحسن ابرواری، الکندی، ابو مخشر علی اور الجیہانی کی تحریروں سے بھی فائدہ اٹھا یا تھا۔ یہ ایک مقام پر ایک کتاب آخر کان کا بھی ذکر کرتا ہے جس میں عربی و ایرانی تواریخ کو ہندی تاریخوں میں بدلنے کا طریقہ درج تھا۔ اس کا مصنف کوثر مسلمان تھا۔ یہ ابو احمد بن کلثمتکین کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جس نے تھانیسرا اور کرنی (تھانیسرا سے چالیس میل دور) کا عرض البلد معلوم کیا تھا۔

ہندوستان پہنچ کر ایرونی نے اصل کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد پنڈتوں کی مدد سے کتاب الہند لکھی اور اس سلسلے میں کچھ ایسے مسائل بھی اس کے سامنے آئے کہ اس نے ان پر بیس رسائل لکھ ڈالے۔ ایک چاند پر تھا۔ ایک یوگا۔ ایک نجوم۔ ایک اعداد اور دیگر ریاضی اور جغرافیہ وغیرہ پر۔

ایرونی کا یہ دعویٰ کہ اس کی تحریرات سے پہلے عرب ہندوستانی جو قش سے نا آشنا تھے درست نہیں (دیباچہ ص ۲۹) الفہرست میں ہندی جو قش کی کتنی ہی کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ دیکھیے الفہرست ص ۲۴۔ لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ ہندو فلسفے، ہیئت، پوراؤں، لٹریچر عادات و خصائل اور تہواروں کے متعلق ایرونی کی اطلاعات بھرپور بھی ہیں اور صحیح بھی۔

کتاب الہند کے لئے ایرونی نے سنسکرت کے مندرجہ ذیل ماخذ کو استعمال کیا تھا۔

کتاب الہند کے سنسکرتی ماخذ

مذہب کیلئے بھگوت گیتا، سمنیجا، پاتن جلی، وشنو دھرم، متسیا پوران، وایو پوران اور اوتیا پوران علم ہیئت، جغرافیہ اور جو قش کے لئے۔ پلبیا سدھانتا، برہما سدھانتا، کھندا کھدیا کا اور آترا کھندا کھدیا کا۔ آخر الذکر کا مصنف برہما گیتا تھا۔ اس نے آریہ بھٹا، وراہامہرہ اور دیگر علماء کی

لہ آج سے ہزار سال پہلے ہند میں ہیئت پر نو مقالے ملتے تھے۔ ہر مقالہ سدھانتا کہلاتا تھا۔ مثلاً برہما سدھانتا، شوریا سدھانتا، گرگا سدھانتا وغیرہ۔ ہندوستان کا پہلا نجوم غالباً آریہ بھٹا تھا، جو پانچویں صدی عیسوی میں زندہ تھا۔ یہ کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ زمین کی حرکت کا قائل اور کسوف و خسوف کے اسباب کا عالم تھا۔ دوسرا بڑا منجم وراہامہرہ تھا۔ اس کا تعلق چھٹی صدی (باقی ماشر الی صفحہ ۴۰۷)

کتبوں سے بھی فائدہ اٹھایا (دیباچہ ص ۵۷) اس نے مہابھارت، رامائن اور منو شاستر کا بھی ذکر کیا ہے اور بعض اوقات اشخاص سے بھی کچھ پوچھ لیتا تھا۔ جلد اول (ترجمہ) کے صفحات ۲۱۷، ۲۲۲، ۲۲۳ پر ایک شخص سونتا تھ کا ذکر ہے۔ ص ۲۲۲۔ جلد اول اور ص ۱۷۳ جلد دوم پر قنوج کا۔ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اس کے باشندوں، تہذیبوں، زبانوں، رسموں، گیتوں اور علوم و فنون پر ابھی سینکڑوں جلدیں اور لکھی جاسکتی ہیں۔ البیرونی نے بے شک بہت عمدہ ابتدا کی تھی لیکن افسوس کہ اس کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے پھر کوئی البیرونی پیدا نہ ہوا۔ غزنی ہی کے دو ظلمکاروں نے یہ کام شروع کیا تھا۔ ۱۰۵۰ء کے قریب ابو سعید عبدالمجلی بن القشاک بن محمود گریزی نے اور ۱۰۹۰ء کے قریب ابن عقیل نے لیکن قلت وسائل کی وجہ سے وہ کام کو آگے نہ بڑھا سکے۔ خازن ابن خانی (۱۲۹۵ء - ۱۳۰۴ء) کے وزیر رشید الدین مصنف جامع التواریخ (۱۳۱۷ء) نے بھی اس طرف توجہ کی تھی۔ لیکن وہ اپنی کتاب میں البیرونی کا ایک مقالہ (جغرافیہ پر) نقل کرنے کے بعد اس موضوع سے کنارہ کش ہو گیا۔

البیرونی کا ہند

جب البیرونی ہند پہنچا تو محمود کے حملوں کی وجہ سے ہند میں مسلمانوں کے خلاف سخت نفرت پھیلی ہوئی تھی۔ کابل اور پنجاب کا حکمران پالا خاندان غائب ہو چکا تھا اور اس کے علاقے محمود کی آہنی گرفت میں آچکے تھے۔ شمالی ہند کے راجے آپس میں دست و گریباں تھے۔ اکیلا انند پال محمود سے لڑ رہا تھا۔ لیکن بالآخر وہ بھی تھک مار کر کشمیر میں پناہ گزین ہو گیا تھا۔ اس وقت کشمیر پر اننت دیو (۱۰۳۰-۱۰۸۲ء) کی حکومت تھی۔ مالوہ پر بھوج دیو حکمران تھا۔ الغرض ہندوستان میں سینکڑوں ریاستیں تھیں اور

(باقی حاشیہ)

۱۱ویں صدی سے تھامیسرا بڑا منہج برہما گنتا تھا جو پھٹی ۱۱ویں صدی کے اواخر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی تصانیف میں سے برہما سدھانتا بہت مشہور ہے۔ مشہور علمائے ہندیت میں چوتھا اور آخری بھاسکر اچاریہ تھا۔ بارہویں صدی کا آدمی اور سدھانتا بروہمنی کا مصنف۔ اس میں الجبرا اور حساب پر بھی ایک ایک باب تھا۔ اس کا انگریزی ترجمہ کولبرک (COLEBROOKE) نے کیا تھا (ڈاکٹر مونیر ولیم :

سینکڑوں حکمران لیکن ہندو علوم کے مرکز دوہی تھے۔ بنارس اور کشمیر۔ ان مقامات تک کسی پتھر (پاک مسلمان) کا پہنچنا مشکل تھا۔ اس لئے البرونی پنجاب اور اجیر ہی میں رہا۔ اجیر میں چند پنڈتوں سے دوستی کر لی۔ ان سے سیکھا بھی اور انہیں سکھایا بھی۔ اور انہی کے تعاون سے اس نے کتاب الہند مرتب کی۔

کتاب الہند کا حجم

البرونی نے یہ کتاب عربی زبان میں لکھی تھی۔ اس کا وہ نسخہ یا جسے پروفیسر سخاؤ نے پہلے جرمن اور پھر انگریزی میں منتقل کیا تھا۔ ۳۸۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ پروفیسر سخاؤ (DR. EDWARD C. SACHAW) رائل یونیورسٹی آف برلن کے پروفیسر اور کئی علمی تنظیمات کے رکن تھے۔ آپ نے ۱۸۸۸ء میں اس کتاب کو انگریزی میں منتقل کر ڈالا اور ساتھ کچھ اضافے بھی کئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے :-

۱۔	دیباچہ مترجم	۶۷	صفحات
۲۔	دیباچہ البرونی	۱۰	صفحات
۳۔	فہرست عنوانات	۸	صفحات
۴۔	ترجمہ متن جلد اول	۵۲۳	صفحات
۵۔	ترجمہ متن جلد دوم	۳۲۶	صفحات
۶۔	حواشی	۲۳۷	صفحات
۷۔	اشاریہ	۴۲	صفحات

میزان ۱۲۱۴ صفحات

وجہ تالیف کتاب | البرونی دیباچہ کتاب (صفحہ ۶) میں لکھتا ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے اُستاد ابوسہل عبدالمنعم بن علی بن فوح القفلیسی کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ معتزلہ پر لکھی ہوئی ایک کتاب کے متعلق فرما رہے تھے کہ مصنف نے ان کے نظریات کو بیان کرنے میں غلطی کی ہے۔ میں نے ان کی تائید میں ابوالعباس ایران شہری کی ایک کتاب کا ذکر کیا جس میں مصنف نے یہود، نصاریٰ اور زرتشتیوں کے متعلق تو داد و تحقیر دی مگر ہندوؤں سے انصاف نہیں کیا تھا۔ اس پر استاد محترم نے مجھے ہندوؤں پر ایک کتاب لکھنے کا حکم دیا اور یہ کتاب انہی کے حکم

موضوع کتاب

یہ کتاب اسی ابواب پر مشتمل ہے۔ ان میں ہندوؤں کے مذہب، عقائد، جنت، جہنم، علوم و فنون، رسوم، مذہبی کتابوں، تہواروں اور دیگر تمام پہلوؤں پر محققانہ بحث ہے۔

باب اول میں کہا گیا ہے کہ ہندوؤں سے کئی باتوں میں الگ ہیں۔ ان کی زبان سنسکرت ہے اور ہماری عربی و فارسی سنسکرت دو قسم کی ہے اول تعلیم یافتہ طبقے کی۔ دوم عوام کی۔ دونوں میں فصاحت اور تلفظ کے لحاظ سے بہت فرق ہے۔ اس کی بعض آوازیں مثلاً ڈ۔ گ۔ ج عربی میں موجود نہیں ہیں۔

۲۔ یہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کو پیدا و ناپاک سمجھتے ہیں۔ انہیں ملیچھ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان سے ہاتھ تک نہیں ملاتے یہ مسلمانوں کا نام لے کر اپنے بچوں کو ڈراتے ہیں۔

۳۔ ان کے ہاں مذہب بدلنا ممنوع ہے اور وہ کسی غیر ہندو کو ہندو و دھرم قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

۴۔ یہ ایک برنود غلط قوم ہے۔ یہ اپنے مذہب، اپنے بادشاہوں اور اپنے علوم و فنون کو لاجواب سمجھتے ہیں۔ یہ تاج محل، حماقت منگرا اور رنگ نظر میں علم کو پھیلانے میں نیکل واقع ہوئے ہیں اور یہ تسلیم کرنے کو کبھی آمادہ نہیں ہوتے کہ دنیا میں کہیں اور بھی کوئی عالم موجود ہے۔ میرے تبحر علمی کے متعلق وہ عموماً یہی کہتے تھے کہ

”یہ عالم کا سمندر ہے لیکن اس کا پانی سر کے سے زیادہ کڑوا ہے“ (ص ۷۵)

۵۔ ان کے علوم و طب و یا بس سے پر ہیں۔ یہ نقاد کم اور نقالی زیادہ ہیں۔

دوسرا باب

اس میں خدا کی ذات و صفات پر بحث ہے۔ ہندو خدا کو ایک غیر فانی، ازلی وابدی جسی و قیوم،

مالک الملک، بے نیاز اور حاکم علی الاطلاق سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں پاتن جلی سے اتسا و شاگرد کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ نیز گیتا، سنجیا اور دیگر کتابوں کے اقتباسات دیئے ہیں۔

تیسرا باب

اس میں علتِ اولیٰ، رُوح، فطرت، حواس، ارادہ، مادہ، عناصر اور چند دیگر مسائل پر بحث ہے۔ یونانی اور ہندی فلسفیوں کی آمار میں تخلیق کے متعلق کہا ہے کہ وِشْوَ (خدا) نے اپنے آپ کو زمین کی شکل دی۔ تاکہ یہ جانداروں کا گھر بنے۔ اپنے آپ کو پانی، بھٹا اور آگ کی صورت میں تبدیل کیا۔ تاکہ ہر چیز نشوونما پائے۔ پھر انسان کو علم و حافظے سے نوانا۔ تیز ترین چیزیں پیدا کیں۔ اقل نیکی و دانش۔ دوم محنت۔ سوم جہالت و کاہلی۔ پہلی کوفرشتوں۔ دوسری کوانسازوں اور تیسری کوحیوانوں کی طرف منسوب کر دیا۔ ہندوؤں کے ہاں عناصر کی تعداد پانچ ہے۔ آگ، پانی، ہوا، خاک اور آسمان۔ چونکہ بارش اور روشنی آسمان سے آتی ہے اس لئے آب و ہوا کی طرح نشوونما میں آسمان بھی شریک ہے۔ آگ کی تین قسمیں ہیں۔ عام آگ جسے ہم چولہوں میں جلاتے ہیں۔ سورج کی آگ اور بجلی کی آگ۔ ان عناصر کو پانچ مائیں بھی کہتے ہیں۔

چوتھا باب

رُوح اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کے انہار کے لئے مادہ کی محتاج ہے اس لئے وہ مادہ سے ملنے کے لئے بے تاب رہتی ہے۔ تاکہ وہ تمام وسائل سے مستفیع ہو کر اسرارِ ہستی کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ اعمال کی ذمہ داری مادے پر عائد ہوتی ہے اور رُوح اُس مسافر کی طرح ہے جو چلتے چلتے رہزनों کے ایک گروہ سے آلا۔ اُس نے اُن کے ہمراہ کچھ ہی فاصلہ طے کیا تھا، کہ پولیس آگئی اور اس مسافر کو بھی راہزن سمجھ کر ساتھ لے گئی۔ رُوح نے لکھ کہا کہ میں بے گناہ ہوں لیکن پولیس یہی کہتی رہی کہ تو چور (جسم) کے ساتھ تھی اور اس لئے برابر ہی مجرم ہے۔

بادل سے برسنے والا پانی ایک ہی ہوتا ہے لیکن اگر اُسے چار مختلف برتنوں میں رکھا جائے ایک سونے کا ہو۔ دوسرا شیشے کا۔ تیسرا مٹی کا۔ چوتھا نمک کا۔ تو تھوڑی ہی دیر بعد پانی کا رنگ اور ذائقہ بدلنے لگے گا۔ انسان علم، عبادت، نیکی یا بدکاری سے اپنے آپ کو سنہرا، رو پہلا یا غسلیظ بنا سکتا ہے اور اس تبدیلی سے رُوح بھی متاثر ہوتی ہے۔

پانچواں باب

اس میں تاسخ پر بحث ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ رُوح مسلسل سفر میں رہتی ہے اور اُس کی آخری منزل خدا سے اتحاد ہے۔ اس منزل پر مادہ غائب ہو جاتا ہے۔ رُوح میں کچھ اور جاننے

کی خواہش باقی نہیں رہتی مدوح مادے سے آداب ہو جاتی ہے اور علم و عمل کی پاکیزگیوں کے ساتھ دانش اعلیٰ کا جنموہن جاتی ہے۔ تائید میں گیتا، پاتن جلی، افلاطون اور پراکلس کو پیش کیا ہے۔ مانی بھی تینت مسخ کا قائل تھا۔

چھٹا باب

اس میں جنت و جہنم پر بحث ہے۔ وشنو پوران میں مدوح ہے کہ اگلی دنیا میں اٹھاسی ہزار جہنم ہوں گے۔ ان میں بعض کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ لاؤراوا - جھوٹے گواہوں اور مقدمہ باندوں کے لئے۔
- ۲۔ مادھا - خونوں کے لئے۔
- ۳۔ تپ تکمبہ - برہمن کے قاتل، قاتل کے ساتھیوں، غافل بادشاہوں، اپنے استاد کی بیوی، اور اپنی ساس سے بدکاری کرنے والوں کے لئے۔
- ۴۔ مہا بوالہ - فاحشہ بیوی کی بے حیائی کو نظر انداز کرنے والے، اپنی بہن یا بہو سے بدکاری کرنے والے اور اولاد کو بیچنے والے کے لئے۔
- ۵۔ سوالا - گستاخ شاگرد، حیوانوں سے بدکاری کرنے والے اور ویدوں کی بے حرمتی کرنے والے کے لئے۔

اس باب میں چند اور جہنموں کے نام بھی دیئے ہوئے ہیں۔ مثلاً کرما، لالا بھکشا، ادھوموٹھا، رُوہیرا وغیرہ ان کی تفصیل پڑھ کر ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ہندو مکرو فریب، والدین سے نفرت، پرندے پکڑنے اور لڑانے، راہ میں گڑھے کھودنے، چوری کرنے اور درخت کاٹنے کو گناہ سمجھتے تھے۔ اس سلسلے میں وشنو پوران اور دیگر مذہبی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ نیز چند مسلم علماء کے اقوال

لے مانی ایک شہسزادہ تھا۔ پارہتیا کے آخری بادشاہ اردوان (۶۲۶ء) کا فرزند جس نے بڑے ہو کر ایک نئے مذہب کی بنا ڈال دی تھی۔ اس کی ولادت ۱۶-۲۱۵ء میں ہوئی تھی۔ اُس نے ہند، تبت، اور چین کا بھی سفر کیا تھا۔ اس نے زرتشتیوں کے مذہب کو مقبول بنانے کی کوشش کی تھی۔ اسے ہرز اول (سائنی ۲۹۸-۳۰۷ء) نے قتل کر دیا تھا۔ تاریخ ایران قدیم۔ باب ۳۶)

بھی نقل کئے ہیں۔

ساتواں باب

- اس میں ماہِ نجات پر بحث کی ہے۔ اور کہا ہے کہ نجات کی ایک سبیل حصولِ علم ہے۔ ایسا علم جس سے رُوح کو اپنی صلاحیتوں کا علم ہو جائے اور لا ذوال ہونے کا نسخہ مل جائے۔ انسان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ (۱) وہ اپنے بدن کو اتنا لاغر بنا لے کہ وہ نظر ہی نہ آئے۔
 (ب) اتنا ہلکا کر لے کہ کانٹوں پر چلنے سے تکلیف نہ ہو۔
 (ج) اتنی طاقت پیدا کر لے کہ اس کی ہر خواہش پوری ہو جائے۔
 (د) اس کے سامنے غیبِ غیب نہ رہے۔
 (۴) اور ہر مسافت کو آٹا خانے کے طور پر طے کر جائے۔ اس سلسلے میں گیتا۔ پاتن جلی۔ اور بعض یونانی فلسفیوں کے اقوال پیش کئے ہیں۔

ہندو مت کے نو بنیادی احکام (COMMANDMENTS) یہ ہیں:-

- (۱) قتل نہ کرو (۲) بھوٹ مت بولو (۳) چوری سے بچو۔
 (۴) فحش کاری نہ کرو (۵) دولت جمع نہ کرو (۶) اقوال و اعمال میں پاکیزگی اختیار کرو۔
 (۷) روزے رکھو (۸) عبادت کرو (۹) دعاؤں میں ہر وقت اللہ کا تصور رکھو۔

آٹھواں باب

انواعِ مخلوقات (یعنی انسان، حیوان، فرشتے، جن، درندے وغیرہ) پر ہے۔

نواں باب

انسانی درجات پر ہے۔ یہ بادشاہوں کو صفتِ اقل میں شمار کرتے ہیں۔ پھر مذہبی رہنماؤں، پھر اہل علم اور آخر میں متاعوں کا مقام آتا ہے۔

دسواں باب

اس میں ہندوؤں کے مذہب اور قانون کے آغاز پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خود خدا، کیشیوں کی صورت اختیار کرتا اور قانون دیتا ہے۔

گیارہویں باب میں بت پرستی کے آغاز پر روشنی ڈالی ہے۔

پارہویں باب میں دیدوں اور پویانوں کا ذکر کیا ہے۔ کچھ ابواب ان کے علوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔
 چودھویں باب میں ہیئت اور جوتش۔

پندرہویں باب میں پیمانوں۔

سولہویں باب میں حساب۔

چھبیسویں باب میں آسمان و زمین کی ہیئت۔

بیسویں باب میں دنیا کی پیدائش اور تباہی۔

اٹھٹھویں باب میں کسوف و خسوف کا ذکر ہے۔

ان تفصیل سے قارئین کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ابیرونی کتنا بڑا محقق، دانشمند

فیلسوف اور عالم تھا اور اس کی کتاب الہند کتنی اہمیت رکھتی ہے :

